قومی ملکیت

سوال :-

چونکہ جماعت اسلامی اور آپ ذاتی طور پر قومی ملکیت کے بارے میں ایک خاص طرزِ فکر رکھتے ہیں، اس لئے بعض شکوک پیش کر رہا ہوں۔ توقع ہے کہ آپ ان کا ازالہ فرمائیں گے۔

موجودہ دور میں ذہن اشتراکیت سے متاثر ہیں اور محرومین (HAVE-NOTS) اور منعمین (HAVES) کے درمیان طبقاتی کشمکش کا موجود ہونا قومی ملکیت کے نظریئے کو ابھار رہا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ اور جماعتِ اسلامی اراضیات اور صنعت وغیرہ کو قومیانے (NATIONLIZATION) کے متعلق اس حتمی نتیجے پر کس طرح پہنچے ہیں کہ اسلام اس کے خلاف ہے۔ آپ بہ حیثیت داعی یا محقق کے اپنی رائے کا اظہار تو کر سکتے ہیں مگر آخری اور قطعی فیصلہ کا حق نہیں رکھتے یہ کام تو اسلامی حکومت کی مجلسِ شوریٰ کا ہوگا کہ وہ کتاب و سنت پر بحث کر کے کسی آخری نتیجے پر پہنچے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قومی ملکیت کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر کیا ہے؟ غالباً آپ کی رائے یہ ہے کہ اسلامی حکومت انفرادی حقوقِ ملکیت میں مداخلت کی مجاز نہیں ہے۔ حالانکہ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اسلامی لٹریچر اس متنازعہ مسئلے کو سرے سے چھوتا ہی نہیں۔

بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ اسلام انفرادی حقِ ملکیت کو تسلیم کرتا ہے مگر اس سے یہ اخذ کر لینا کہ اراضیات و دیگر املاک (صنعتی و کاروباری) کو قومی نہیں قرار دیا جا سکتا، سراسر ناانصافی ہے۔ کسی حق کو تسلیم کرنا اور شے ہے اور کسی حق کے حصول کو لازمی قرار دینا اور چیز ہے۔ رسول اللہ صلعم کا جاگیریں اور بخششیں دینا یہ ثابت نہیں کرتا کہ اسلامی حکومت پبلک کی ساری زمین کو اپنے چارج میں نہیں لے سکتی۔ کسی امر کا بطور واقعہ (DEFACTO) ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ قانونی طور پر (DE-JURE) بھی وہ واجب ہے۔ غالباً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم ایسا ثابت نہیں کہ ہر شخص کو زمین یا کارخانے کا مالک ہونا چاہئے۔ پھر جو چیز لازم نہیں، اس کا ترک کرنا ناجائز کیسے ہوا؟ خود قرآن میں ہے کہ "جو کچھ زمین میں ہے وہ تم سب کا ہے"۔ اور حکومتِ اسلامی انتخابی ہونے کے لحاظ سے بحکمِ خداوندی ہم سب کی ہے۔ اگر ایسی حکومت املاک کو ہم سب کے لئے اپنے تصرف میں کر لے تو اعتراض یا

تناقض کی بنا پر کہاں تک ہے؟ انفرادی ملکیت کا معاملہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے قرآن میں ایک خاص دور کے حالات کے تحت غلام رکھنے کی اجازت دی گئی تھی مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور غلام رکھے جائیں۔

میرا مدعا یہ ہے کہ تسلیم حق، نفاذِ حق کے مترادف نہیں جو حق فرضیت تک نہیں پہنچتا اور اختیاری ہے، اسے جمیع مسلمان اگر چاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں۔ میرے نزدیک مسئلہ یہ نہیں ہے کہ گزشتہ ادوار میں کونسا طریقہ نظام اراضی میں رائج تھا، بلکہ اصل بحث یہ ہے کہ از روئے قرآن و سنت حکومت اسلامی کثرتِ رائے سے جمیع مسلمانان کی جمیع اراضیات اپنے تصرف میں لا کر بہتر طریق پر پیداوار حاصل کر کے لوگوں میں بانٹ سکتی ہے۔ باقی رہا انفرادی ملکیت کا حق تو وہ نہ کبھی پہلے دنیا یکسر ختم کر سکی، نہ آئندہ کر سکے گی۔

اگر افراد کو پورا پورا حق ملکیت دیدیا جائے تو پھر حکومت اپاہج ہو جائے، پھر وہ نہ غلہ کا کنٹرول کر سکتی ہے، نہ لائسنس سسٹم رائج کر سکتی ہے، نہ تجارت پر نگرانی قائم کر سکتی ہے۔

قومی ملکیت کے لئے اکثریت کی مرضی معلوم کرنے کا ذریعہ اگر مجلسِ شوریٰ کافی نہ ہو تو استصواب عام (REFERENDUM) بھی کیا جا سکتا ہے۔ اب اگر پوری قوم کی مرضی یہ فیصلہ دیدے تو اسے خلاف اسلام کیسے کہا جا سکتا ہے؟

جواب:—

جو سوالات آپ نے چھیڑے ہیں ان کا مفصل جواب تو ایک خط میں دینا مشکل ہے، لیکن امید ہے کہ یہ چند اشارات آپ کے لئے کافی ہوں گے۔

آپ کا یہ خیال درست ہے کہ جن معاملات کا فیصلہ آئندہ اسلامی حکومت یا پارلیمنٹ کو کرنا ہے اُن کے بارے میں ہم اقامتِ دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی حیثیت سے کوئی پیشگی فیصلہ کر دینے کا آئینی حق نہیں رکھتے، اور اگر ہم ایسا کوئی فیصلہ کر بھی دیں تو اس کا کوئی آئینی وزن نہیں ہے۔ مگر کیا ہم ایک جماعت کی حیثیت سے یہ کہنے کا حق بھی نہیں رکھتے کہ فلاں تدبیر یا فلاں طریق کار ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہے؟ اور کیا ہم یہ فیصلہ کرنے کے بھی مجاز نہیں ہیں کہ فلاں تجویز جب کبھی زیر بحث آئے گی تو ہم اس کی مخالفت کریں گے؟ کیا آپ مانتے ہیں کہ ہر شخص یا گروہ جس نے دینی مسائل میں رائے دینے کی استعداد بہم پہنچائی ہے، اس طرح کے

فیصلے کرنے کا حق رکھتا ہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے کوئی بات اس سے زیادہ نہیں کی ہے ہم خود بھی جانتے ہیں کہ ایسے معاملات میں ہمارے فیصلے آئندہ اسلامی حکومت کی مجلس شوریٰ کو پابند کرنیوالے نہیں ہیں۔

اب آپ اصل مسئلے کو لیجیے۔ قومی ملکیت کے بارے میں اصولی طور پر دو سوال تصفیہ طلب ہیں:۔

ایک یہ کہ آیا تمام ذرائع پیداوار کو قومی ملکیت بنا دینا اسلام کے فلسفۂ اجتماع (SOCIAL PHILOSOPHY) کی رُو سے بھی اسی طرح مطلوب ہے جس طرح اشتراکیت کے فلسفۂ اجتماع کی رُو سے ہے؟ یا اگر مطلوب نہیں تو کیا کم از کم یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایسا کرنا اسلامی فلسفۂ اجتماع کی مجموعی اسپرٹ سے مطابقت رکھتا ہے؟

دوسرے یہ کہ قومی ملکیت کی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر کیا یہ درست ہے کہ کوئی پارلیمنٹ ایک حکم کے ذریعے سے اراضی اور دوسرے ذرائع پیداوار پر سے افراد کی ملکیت کو ساقط کر کے ان پر اجتماعی ملکیت قائم کر دے؟ یا یہ فیصلہ کر دے کہ تمام افراد اپنی ایسی ملکیتیں حکومت کی مقررہ قیمتوں پر حکومت کے ہاتھ لازماً بیچ دیں؟

امر اول کے بارے میں آپ میری کتاب "ملکیتِ زمین" کا آخری باب ملاحظہ فرمائیں۔ نیز میں نے اپنی کتاب "سود" پر نئے مباحث کا جو اضافہ کیا ہے اسے بھی دیکھ لیں۔ نعیم صاحب کا پمفلٹ "قومی ملکیت" بھی نگاہ میں رہے تو بہتر ہے۔ ان چیزوں کو ملاحظہ فرمانے کے بعد بھی اگر آپ کی رائے یہ ہو کہ ذرائع پیداوار کو بطور ایک مستقل پالیسی کے قومی ملکیت بنا دینا اسلامی فلسفۂ اجتماع کی رو سے مطلوب ہے یا اس سے مطابقت رکھتا ہے تو براہ کرم آپ اپنے دلائل ارشاد فرمائیں، اور ساتھ ہی ہمارے دلائل پر تنقید کر کے ان کی غلطی بھی واضح کر دیں۔

امر دوم کے بارے میں ایک قانون دان کی حیثیت سے کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ اسلامی شریعت تمام افراد کی نہیں بلکہ کسی ایک شخص ہی کی ذاتی ملکیت کو اس طرح ساقط کر دینے یا اس کو اپنے املاک کی فروخت پر مجبور کرنے کی اجازت دیتی ہے؟ خصوصاً جب کہ اسقاط یا اجبار ایک ایسے فلسفۂ اجتماع پر مبنی ہو جو بہر حال قرآن و حدیث سے ماخوذ نہیں ہے؟ (ا-م)